www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

سوائے باب انفعال کے کہ وُہ لازم ہی ہوتا ہے۔ اب عربی لغت میں تو ایک ہی مادہ کے تحت لازم و متعدی سب معنی بیان کر دیے جاتے ہیں لیکن اردو میں لازم و متعدی کے لیے الفاظ ہی الگ الگ ہوتے ہیں جیسے پھرنا سے پھیرنا، پھسلنا سے پھسلانا۔ کٹنا سے کاٹنا۔ اب اگر حروف تہجی کا لحاظ رکھا جائے تو پھرنا کے بعد پھسلنا اور پھل وغیرہ عنوانات درج کرنے کے بعد "پھیرنا" کا ذکر آنا چاہیے۔ اور عربی مادہ کی تشریح کا تقاضا یہ ہے کہ پھرنا کے ساتھ ہی پھیرنا مذکور ہونا چاہیے۔ تشریح کی تکرار سے بچنے کی خاطر میں نے دوسری صورت اختیار کی ہے، یعنی ترتیب تہجی کو نظر انداز کرتے ہوئے پھرنا اور پھیرنا، کاٹنا اور کٹنا، پھسلانا اور پھسلنا وغیرہ کا ذکر اکٹھا کر دیا ہے۔ اگر مترادف الفاظ زیادہ ہیں تو دو الگ عنوانوں کے تحت اور اگر مترادفات کم ہیں تو ایک ہی لفظ کے تحت جیسے اتارنا اور اترنا ایک ہی عنوان کے درج کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح ان افعال مرکبہ کا معاملہ ہے جن میں پہلا لفظ اسم ہوتا ہے اور دوسرا اگر فعل لازم ہو تو مرکب فعل لازم بن جاتا ہے اور اگر متعدی ہو تو متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے "آباد ہونا اور "آباد کرنا"۔ مذکورہ بالا وجہ کی بنیاد پر میں نے حروف تہجی کی ترتیب کو نظر انداز کرتے ہوئے آباد ہونا کا ذکر پہلے کر دیا ہے اور آباد کرنا کا بعد میں۔

www.KitaboSunnat.com

۲- **اردو عنوانات کا ذیلی فرق:** بعض دفعہ اردو عنوانات اتنے قریب المعنی ہوتے ہیں کہ ان میں ذیلی فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً بھاگنا اور دوڑنا میں یا ٹھہرنا اور رکنا، ٹھہرنا اور آباد ہونا میں۔ ایسے مقامات پر فرق کو حتی الامکان واضح کرنے کے علاوہ ایک جگہ پر دوسرے عنوان کا حوالہ دیا گیا ہے کہ وُہ بھی دیکھ لیا جائے۔

۳- **عربی مادوں کا تکرار:** یہ تو واضح ہے کہ بعض عربی الفاظ اتنا وسیع مفہوم رکھتے ہیں کہ ان کا اردو ترجمہ ایک دو الفاظ سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے خاصی تشریح کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً و ۔ ع ۔ ی کا معنی کسی چیز کو تھیلی میں بند کر کے تھیلی کا منہ بند کر دینا ہے۔ اب یہ لفظ بخل کرنا۔ حفاظت کرنا۔ یاد رکھنا سب عنوانات کے تحت آئے گا۔ اسی طرح (خ ۔ ذ ۔ ل) کا معنی کسی دوست آشنا کا مصیبت کے وقت اپنے دوست کا ساتھ چھوڑ جانا اور دھوکہ دے جانا ہے تو یہ لفظ دوست اور دھوکہ دینا دونوں عنوانات کے تحت درج ہے۔ اسی طرح زوج کا لفظ خاوند، بیوی، جوڑا، ساتھی اور مختلف، ان سب عنوانات کے تحت درج ہوگا۔ ایسے الفاظ کی کسی ایک مقام پر تشریح کر کے دوسرے مقامات پر اس کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

مترادفات کا ماحصل: ایک عنوان کے تحت اگر صرف دو یا تین مترادف الفاظ ہیں۔ اور تشریح یا معنی بیان کرنے میں ان کا ذیلی فرق واضح ہو گیا ہے تو آخر میں ماحصل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ لیکن اگر مترادفات دو یا تین سے زیادہ ہوں تو اس عنوان کے آخر میں الفاظ کے ذیلی فرق کا خلاصہ اور لب لباب، ماحصل کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے تاکہ ایک ہی نظر میں یہ فرق آنکھوں کے سامنے آجائے۔ چند ایک مقامات ایسے بھی آئے ہیں جہاں مترادفات تو صرف دو تین ہی ہیں لیکن لغوی تشریح سے بھی ذیلی فرق واضح نہیں ہوتا تو اسے بھی ماحصل میں واضح کر دیا گیا ہے۔

بعض عنوانات کے تحت قرآن کریم میں مستعمل مترادف الفاظ کثیر تعداد میں ہیں۔ مثلاً گرنا، گرانا کے لیے ۱۹ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ سامان کے لیے ۱۵ الفاظ، کم کرنا کے لیے ۱۳، ہلاک کرنا کے لیے ۱۲، کنارہ کے لیے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری ہے:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْآ اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ (۲/۷۶)

اور یہ (یہود) جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جس وقت علیحدگی میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں جو بات خدا نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وُہ تم ان کو اس لیے بتلاتے ہو کہ (قیامت کے دن) اس کے حوالے سے تمہارے پروردگار کے سامنے تم پر الزام دیں۔

۶- عَرَّفَ: عَرَفَ کے معنی کسی چیز کے علامات و آثار پر غور و فکر کرکے اس کا ادراک کر لینا یا پہچاننا ہیں (مف) اور ظاہر ہے کہ پہچاننے میں انسان بعض دفعہ غلطی بھی کر سکتا ہے لہٰذا معرفت یا عرفان کا درجہ علم سے کمتر ہے اور عرفان کی ضد انکار ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (۱۲/۵۸)

یوسفؑ نے تو انہیں (اپنے بھائیوں کو) پہچان لیا لیکن وہ آپؑ کو نہ پہچان سکے۔

پھر عَرَفَ کے معنی خوشبو لگانا اور عَرَّفَ کے معنی خوشبو سے معطر کرنا اور خوشبو چھوڑ دینا بھی۔ (مف، منجد) جبکہ عَرَّفَ کا عام مفہوم واقف کرانا، تعارف کرانا یا مطلع کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ درج ذیل آیت:

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ۔ (۴۷/۶)

اور ان کو بہشت میں داخل کرے گا جس سے ان کو آشنا کر رکھا ہے۔

کا ترجمہ امام راغبؒ نے یوں کیا ہے: "اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت کو خوشبو سے بسا دیا ہے (مف)

۷- اَطْلَعَ: طلع کے بنیادی معنی نمودار ہونا اور سامنے آنا ہے (م ل) اور طلع الکواکب بمعنی سیاروں سورج، چاند وغیرہ کا طلوع ہونا ہے اور اَطْلَعَ کے معنی کسی کو حقیقتِ حال سے واقف کرنا (منجد)۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (۳/۱۷۹)

اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ تم کو غیب کی باتوں سے مطلع کرے البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے۔

۸- اَنْبَاَ اور نَبَّاَ: نبا کے بنیادی معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا ہے اور سَیْلٌ نَابِیٌٔ ایسے سیلاب کو کہتے ہیں جو ایک شہر سے دوسرے شہر تک جا پہنچے (م ل) پھر اسی بناء پر نبا کا لفظ خبر کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ صاحب منتہی الادب نے اَنْبَاَ کے معنی خبر دادن (آگاہ کردن) (م ل) لکھے ہیں۔ خبر اور نبا کا فرق یہ ہے۔ خبر عام ہے اور نبا کسی خاص واقعہ کی خبر کہتے ہیں جو سننے والے کیلیے مفید بھی ہو علاوہ ازیں نبا کا تعلق ماضی، حال، مستقبل حتیٰ کہ مابعد الطبیعات یعنی مرنے کے بعد اور دوبارہ زندگی کی خبروں سے بھی ہوتا ہے جبکہ خبر کا دائرہ صرف ماضی اور حال تک محدود ہوتا ہے۔ گویا اہمیت، افادیت اور زمانہ کی وسعت تین چیزیں نبا کو عام خبر سے ممتاز کرتی ہیں۔ نبا میں چونکہ مستقبل کی خبر یا پیشین گوئی بھی شامل ہے۔ اسی بناء پر کافر انبیاء کو کاہن بھی کہتے رہے۔ امام راغبؒ نے نبا کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا وعٰی کا لفظ صرف اموال کے لیے نہیں بلکہ ہر قابلِ حفاظت چیز کے لیے عام ہے۔

۴۔ اَکْدٰی: کُدْیَۃٌ سخت زمین کو کہتے ہیں۔ اور حَفَرَ فَاَکْدٰی کے معنی ہیں وہ گڑھا کھودتے کھودتے سخت زمین تک جا پہنچا (مف فل ۲۶۲) اور مال کے خرچ کرنے کی نسبت سے اَکْدٰی کے معنی تھوڑا سا خرچ کر کے ہاتھ روک لینا۔ یا خرچ کرنے کا ارادہ کر کے پھر رک جانا ہے۔ قرآن میں ہے:

اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی۔ (۵۳/۳۴) — بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا اور تھوڑا سا دیا۔ پھر ہاتھ روک لیا۔

۵۔ اَقْتَرَ: قَتَرَ کے معنی بہت کم خرچ کرنا ہے۔ (مف) اور اقتار، اسراف کی ضد ہے۔ یعنی اپنی جائز ضروریات پر بھی ضرورت سے کم خرچ کرنا اور کنجوسی کر جانا۔ صاحب منتہی الارب کے نزدیک اس کے معنی "وہ شخص جس نے اپنے اہل و عیال پر نفقہ تنگ کر رکھا ہو۔ (م۔ ل)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا۔ (۲۵/۶۷) — اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔

۶۔ ضَنَّ: کے معنی کسی پسندیدہ اور مرغوب شے کے دینے میں بخل کرنا (مف) اور الضنائن وہ چیزیں ہیں جن کی نفاست کی وجہ سے بخل کیا جائے (منجد) جیسے حکیم اپنے مجرب نسخے بتانے یا کوئی فن کار اپنا کسب سکھلانے میں بخل کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (۸۱/۲۴) — اور وہ (حضور اکرمؐ) پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں۔

۷۔ شُحَّ: کے معنی بخل کرنا۔ حرص و لالچ کرنا (منجد) جب بخل اور حرص دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو اسے شُحَّ کہتے ہیں (فل ۲۲، م ل) اور اسی کا دوسرا نام شدتِ حرص ہے۔ یعنی ہر وقت مال و دولت سمیٹنے کی فکر میں رہنا اور خرچ کرنے میں بخل کرنا۔ ارشاد باری ہے:

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵۹/۹) — اور جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

اور شَحِیْحٌ کے معنی بخیل اور حریص آدمی اور اس کی جمع شِحَاحٌ اور اَشِحَّۃٌ آتی ہے ارشادِ باری ہے:

فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَۃٍ حِدَادٍ اَشِحَّۃً عَلَی الْخَیْرِ (۳۳/۱۹) — پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں (حالانکہ ہر دم) ڈھکے پڑتے ہیں مال پر (عثمانی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۔ (۲/۲۰۸) جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو۔

(۲) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (۳۴/۲۸) اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(نیز دیکھیے سب۔ سارے)

۴۔ سَلَمٌ بمعنی بے گزند اور درست صحیح وسالم (م۔ ل) اَلسَّلَمُ کے معنی ظاہری اور باطنی آفات سے پاک اور محفوظ رہنا۔ اور سَلَمٌ ایسی چیز جو اپنی ذات میں درست بھی ہو اور اس پر کسی دوسرے کا بھی کوئی حق نہ ہو (مف) ارشادِ باری ہے:

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا (۳۹/۲۹) ۱۔ ایک شخص ہے جس میں کئی (آدمی) شریک ہیں (مختلف المزاج اور بدخو) اور ایک آدمی خالص ایک شخص کا (غلام) ہے۔ بھلا دونوں کی حالت برابر ہے؟ (جالندھری) ۲۔ ایک مرد ہے کہ اس میں شریک ہیں سب ضدی اور ایک مرد پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) کل: جز کے مقابلہ میں بھی آتا ہے اور کل اجزاء کے احاطہ کے لیے بھی۔ پورا۔ سارا۔ ہر ایک

(۲) کامل: ناقص کے مقابلہ میں آتا ہے جس میں کوئی کسر یا کمی نہ رہ گئی ہو۔ اور غرض وغایت کو پورا کرے۔

(۳) کافۃ: جماعت کے سبھی افراد۔ یا کسی معاملہ کے جملہ پہلوؤں کے لیے آتا ہے۔ پورے کے پورے سب کے سب۔ ان معنوں میں یہ کل سے ابلغ ہے۔

(۴) سلم: بے گزند اور درست یعنی جس پر دوسرے کا کسی قسم کا کوئی حق نہ ہو۔

۲۴۔ پورا کرنا۔ ہونا

کے لیے تَمَّ، اَتَمَّ، اَكْمَلَ، اَوْفٰى، قَضٰى اور اَسْبَغَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَتَمَّ: تَمَّ یا تَمَامُ الشَّيْءِ کے معنی کسی چیز کے اس حد تک پہنچ جانے کے ہیں جس کے بعد کسی اور خارجی چیز کی ضرورت باقی نہ رہے اور اس کی ضد نَقَصَ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۔ (۶/۱۱۵) اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

اور اَتَمَّ کے معنی کسی ناقص اور ناتمام چیز کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ اور اس کا استعمال عموماً گنتی، مقدار یا مدت کو پورا کرنے کے لیے آتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ گنتی کے لیے فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ (۲۸/۲۷) اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے (احسان) ہے۔

۲۔ مقدار کے لیے وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (۵/۳) اور میں نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ (۲۱/۷۸) کا فیصلہ کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر کر (اسے اجاڑ) گئی تھیں۔

۴۔ ابابیل: بمعنی پرندوں کا جھنڈ۔ اور بعض کے نزدیک ابابیل کا اطلاق پرندوں، اونٹوں اور گھوڑوں کی جماعت پر ہوتا ہے (م۔ق) ہاں اگر طَيْرًا اَبَابِيلَ ہو تو اس کا معنی پرندوں کا جھنڈ ہی ہوگا۔ پرندوں کی ٹکڑیاں۔ غول۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ (۱۰۵/۳-۴) اور اللہ نے ان پر جھلڑ کے جھلڑ جانور بھیجے جو ان پر پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے۔

۱۳۔ جنّ

کے لیے جِنّ، شَیطان، مَارِد، خَنَّاس اور عِفْرِیت کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ جنّ: اَلْجِنّ وَالْجِنَّةُ: اسم جنس۔ انسان کے علاوہ دوسری بڑی مخلوق جو شریعت کی مکلف ہے۔ پوشیدہ مخلوق جو آگ سے پیدا کی گئی۔ آتشین مخلوق۔ جنّ۔ پری۔ دیو اور جَانّ جنّ کا اسم جمع ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۵۱/۵۶) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

۲۔ شَیطٰن: شَطَنَ بمعنی دور ہونا۔ شَطَنَ الرَّجُلُ کسی آدمی کا حق سے دور ہونا۔ اور شَیطان ہر بدروح کو کہتے ہیں جو اپنی سرکشی اور نافرمانی سے حق سے دور ہو چکا ہو (م۔ل) جنوں میں سے کچھ نیک اور صالح بھی ہوتے ہیں اور کچھ خبیث، موذی اور بدکردار بھی۔ اس دوسری قسم کو شیطان کہتے ہیں (ف ل ۱۲۵) پھر اس لفظ کا اطلاق ہر سرکش اور نافرمان پر بھی ہونے لگا خواہ انسان ہو یا جنّ یا کوئی جانور۔ سانپ کو اس کی ایذا دہی کی وجہ سے شیطان (منجد) جنّ اور جَانّ (۲۷/۱۰) کہتے ہیں۔ مثلاً شیاطین العرب کے معنی ہیں عرب کے سرکش اور نافرمان لوگ۔ ارشادِ باری ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (۶/۱۱۲) اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔

۳۔ مَارِد: اگر شیطان اپنی سرکشی اور ایذا رسانی میں غایت کو پہنچ جائے تو اسے مارد کہتے ہیں (ف ل ۱۲۵) ارشادِ باری ہے:

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ (۳۷/۷) اور ہر شیطان سرکش سے اس کی حفاظت کی۔

۴۔ خَنَّاس: خَنَسَ: بمعنی پیچھے ہٹنا اور سکڑنا اور خانس (ج خُنَّس) ایسے ستاروں کو کہتے ہیں جو سیدھی چال چلتے چلتے الٹے چلنے لگتے ہیں۔ مثلاً زحل، مشتری اور مریخ وغیرہ (مف) اور خَنَّاس مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی ہر وقت داؤ فریب کی غرض سے پیچھے ہٹنے اور پھر آگے چلنے والا۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى (۱۶۸/۷)
پھر ان کے بعد ناخلف ان کے قائم مقام ہوئے جو کتاب کے وارث بنے جو اس دنیائے (ادنیٰ) کا مال لے لیتے ہیں۔

۳- عَاجِلَۃ: (ضد اٰخرۃ) عَجَل بمعنی جلدی اور جلد بازی۔ اور عَاجِلَۃ بمعنی جلد آنے والی۔ موجودہ نقد دنیا اور اس کا ساز و سامان (مف)

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ (۲۰-۲۱/۷۵)
یوں نہیں، بلکہ تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور آخرت کو ترک کیے دیتے ہو۔

۴- اُوْلٰی: اوّل کا مؤنث بمعنی پہلی۔ یعنی پہلی یا موجودہ زندگی (ضد اخرٰی اور آخرت یعنی پچھلی یا دوسری زندگی) ارشادِ باری ہے:

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى (۱۳/۹۲)
اور آخرت اور دنیا ہمارے ہی لیے ہیں۔

۱۸- دُور

کے لیے بَعِیْد[۱]، سَحِیْق[۲]، عَمِیْق[۳] اور قَصِیًّا[۴] کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱- بَعِیْد، بُعْد کی ضد قُرْب ہے بمعنی دُوری۔ یہ دُوری خواہ فاصلہ کے لحاظ سے ہو یا وقت کے لحاظ سے۔ اس کا استعمال عام ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (۱۰۹/۲۱)
اور مجھے نہیں معلوم کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دُور۔

محسوسات کے علاوہ اس کا استعمال معنوی طور پر بھی آتا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (۶۰/۴)
شیطان تو چاہتا ہے کہ انھیں بہکا کر راستہ سے دُور ڈال دے۔

۲- سَحِیْق: سَحَقَ بمعنی کوٹنا، پیسنا۔ سَحِقَ بمعنی دور ہونا۔ اور سُحْقًا بمعنی خدا کی رحمت سے دُوری۔ لعنت (منجد) سَحَقَتِ الرِّيْحُ الْاَرْضَ ہوا کا تندی کی وجہ سے زمین چھیل ڈالنا۔ اور سَحِیْق بمعنی دُور دراز کا مقام۔ یہ صرف مکان کے لیے آتا ہے (ف ل ۲۹) ارشادِ باری ہے:

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (۳۱/۲۲)
(مشرک کی مثال ایسی ہے) جیسے آسمان سے گرا۔ پھر یا تو اسے کسی پرندے نے اچک لیا یا پھر ہوا نے کسی دُور دراز مقام میں جا پھینکا۔

۳- عَمِیْق: عمق بمعنی گہرائی اور عَمِیْق بمعنی گہرا اور فَجٍّ عَمِیْقٍ بمعنی نشیب و فراز کا راستہ، پُرپیچ اور دور دراز کا رستہ۔ قرآن میں ہے:

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (۲۷/۲۲)
دور دراز کے رستوں سے چلے آتے ہوں۔

۴- قَصِیًّا: (قصی) قَصٰی بمعنی دور ہونا۔ اَقْصَا اور قُصْوٰی انتہائی دور چیز (منجد) اور اَقْصَا بمعنی پارکا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُلَیْمٰنَ (۲۱/۷۸) — ہم نے سلیمانؑ کو معاملہ پوری طرح سمجھا دیا۔

۳۔ فَقِہَ : اَلْفِقْہُ وہ علم ہے جس کے ذریعہ علمِ حاضر سے علمِ غیب تک پہنچتے ہیں (مف) دوسری مثالوں اور احکام کو سامنے رکھ کر پیش آمدہ معاملات کا حل تلاش کرنا۔ قرآن میں ہے:

اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّھُمْ یَفْقَھُوْنَ (۶/۶۵) — دیکھو ہم کیسے مختلف انداز سے نشانیاں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ سکیں۔

تَفَقُّہ بمعنی کسی معاملہ میں سمجھ بوجھ پیدا کرنا اور بصیرت حاصل کرنا۔ اور معاملہ کی تہ تک پہنچنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ (۹/۱۲۲) — تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے اور دین میں سمجھ پیدا کرتے۔

۴۔ عَقَلَ بمعنی سمجھ بوجھ والا ہونا، غلطی کا احساس کرنے کے قابل ہونا (منجد) اور عَقَلَ بمعنی روکنا اور منع کرنا۔ اور عِقَال وہ پائے بند جس سے اونٹ کا پاؤں باندھا جاتا ہے۔ اور اَلْمَعْقِل بمعنی پناہ گاہ۔ پہاڑ یا قلعہ جس میں پناہ لی جائے (مف) گویا عقل کا یہ کام ہے کہ وہ نفع و نقصان کا امتیاز کرے اور نقصان دہ باتوں سے بچنے کی تدابیر اختیار کرے (فق ل ۶۵) اور فائدہ مند چیزوں کے حصول اور قبولِ علم کے لیے ہر وقت تیار رہے۔ پھر سوچ و بچار کرے (مف) ارشادِ باری ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۲/۴۴) — (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم اللہ کی کتاب بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

ماحصل: (۱) شَعَرَ : کسی معاملہ کی باریکی اور لطافت کو سمجھنا۔

(۲) فَہِمَ : کسی معاملہ کے معانی و مطالب کو سمجھنا۔

(۳) فَقِہَ : موجودہ مثالوں پر غور کر کے اس جیسے دوسرے مسائل کا حل نکالنا۔

(۴) عَقَلَ : اپنے نفع و نقصان کو سمجھنا پھر اسے اختیار کرنے یا چھوڑنے کی تدبیر کرنا۔

نیز دیکھیے "غور کرنا" اور "عقل والے"

سمیٹنا کے لیے دیکھیے ——— "اکٹھا کرنا"

۲۱ — سننا — سنانا

کے لیے سَمِعَ (۱)، سَمَّاعٌ (۲)، اِسْمَعْ (۳)، اِسْتَمَعَ (۴)، اُذُنٌ (۵) اور اَذِنَ (۶) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ سَمِعَ : کوئی بات یا آواز کانوں سے سننا اور اَلسَّمْعُ بمعنی قوتِ سماعت بھی ہے اور کان بھی۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ — بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ (۶/۷) اور اگر ہم کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے اور یہ اسے اپنے ہاتھ سے ٹٹول بھی لیتے۔

ماحصل: (۱) رَقّ: ہر پتلی اور نرم چیز جس پر لکھا جا سکے۔ خواہ یہ خالی ہو یا لکھی ہوئی۔
(۲) قِرْطَاس: تحریر شدہ کاغذ یا کاغذات۔ موجودہ کاغذ کی ابتدائی رف سی شکل۔

۴ ــــــ کافی ہونا

کے لیے کَفٰی اور حَسْب کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ کَفٰی: بمعنی کافی ہونا۔ کسی چیز پر کفایت کرنا اور دوسری سے بے نیاز ہونا۔ کَفٰی کے فاعل پر بعض دفعہ حرف با زائد بھی آتا ہے جیسے کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا یعنی اللہ کی شہادت اتنی کافی اور مکمل ہے کہ وہ کسی دوسرے کی شہادت سے بے نیاز کر دیتی ہے (منجد) اور کفایۃ وہ چیز ہے جو کافی ہو اور غیر سے بے نیاز کر دے۔ اور مکافات بمعنی احسان کا اتنے ہی احسان یا اس سے زیادہ چیز سے بدلہ دینا (منجد) کَفٰی کا لفظ دراصل کسی چیز کا پورا پورا بدلہ دینا۔ پھر اس سے کچھ زیادہ بھی دینا کے معنی میں آتا ہے ارشادِ باری ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (۳۳/۲۵) اور اللہ مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہے اور اللہ تعالیٰ طاقتور اور زبردست ہے۔

۲۔ حَسْب: حَسَبَ بمعنی حساب کرنا۔ گننا۔ شمار کرنا۔ پھر اس کا حساب رکھنا۔ اور حسب اسم فعل ہے یعنی ایک ایک چیز کو مدِ نظر رکھ کر اس کے عوض کا حساب رکھنا۔ اس مفہوم کے لیے اُردو میں کوئی مخصوص لفظ نہیں۔ لہٰذا اس کا ترجمہ "کافی" سے کر دیا جاتا ہے البتہ پنجابی میں اس کے لیے ایک لفظ ہے "اپجی پیجی" کا حساب رکھنا۔ جو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ یعنی یہ بات یا یہ کام ہماری ایک ایک ضرورت اور احتیاج کے لیے کافی ہے۔ بالفاظ دیگر حَسْب کا لفظ کَفٰی سے ابلغ ہے ارشادِ باری ہے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (۳/۱۷۳) ہمیں اللہ کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

ماحصل: یہ دونوں لفظ اتنے قریب المعنی ہیں کہ ایک کے بجائے دوسرا لفظ بلا تکلف استعمال ہو جاتا ہے جیسے حَسْبُہٗ جَهَنَّمُ (۲/۲۰۶) اور کَفٰی بِجَهَنَّمَ (۴/۵۵) فرق صرف یہ ہے کہ اگر مجموعی حیثیت کو سامنے رکھا جائے تو کَفٰی استعمال ہوگا۔ اور اگر ایک ایک پہلو کو مدِ نظر رکھا جائے تو حَسْب کا۔ جیسے فرمایا: وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (۴/۶)

کالا کے لیے دیکھیے "سیاہ"

۵ ــــــ کام آنا

کے لیے جَزَا (جزی) اور اَغْنٰی کے الفاظ آئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَارْغَبْ (۹۴/۸) پروردگار کی طرف رغبت کیجیے۔

۴۔ کَلَّفَ: بمعنی تکلیف دینا۔ اتنی محنت کرنے کو کہنا جو کسی کے لیے قابلِ برداشت ہو اور اس کے مقدور اور قوت سے زیادہ نہ ہو۔ ارشادِ باری ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (۲/۲۸۶) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

۵۔ کَدَحَ: تکلیف سہہ سہہ کر اور بہ مشقت کوئی کام کرتے جانا (مف) ارشادِ باری ہے:

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ (۸۴/۶) اے انسان تجھے تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب کے پاس پہنچنے میں کھپ کھپ کر پھر اس سے ملنا ہے۔

۶۔ کُرْہ: بمعنی جبریہ مشقت۔ ایسی مشقت جس میں انسان کے اپنے ارادہ و اختیار کو کچھ دخل نہ ہو اور اس مشقت کو وہ ناپسند کرتا ہو (کرہ ضد رضا و المحبۃ) (مف) قرآن میں ہے:

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا (۴۶/۱۵) اس کی ماں نے اسے تکلیف سہہ کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف سہہ کر جنا۔

اور اَکْرَہَ بمعنی کسی کو کسی ایسے کام یا محنت پر مجبور کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ جیسے فرمایا:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ (۲۴/۳۳) اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

۷۔ شِقّ: ایسی محنت یا مشقت جو تنگ و دو سے بدن یا نفس کو لاحق ہوتی ہے (مف) قرآن میں ہے:

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (۱۶/۷) اور چارپائے شہروں تک تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں، جنھیں تم محنت شاقہ کے بغیر پہنچا نہیں سکتے۔

۸۔ شُقَّۃ: شِقّ اور شُقَّۃ میں وہی فرق ہے جو حَمْل اور حِمْل یا وَقْر اور وِقْر میں ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے "بوجھ") یعنی وہ منزل جہاں تک بہ مشقت پہنچا سکے (مف) قرآن میں ہے:

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ (۹/۴۲) اگر فائدہ (مالِ غنیمت) قریب نظر آتا اور سفر بھی ہلکا ہوتا تو یہ لوگ تمہارے ساتھ چل دیتے۔ لیکن یہ منزل اُن کو دور نظر آئی۔

ماحصل: (۱) عَمِلَ: محنت مزدوری کرنا۔ لفظ بھی عام اور اس کا استعمال بھی عام۔

(۲) جَهَدَ: کسی کام کے کرنے میں تمام رسائل بروئے کار لانا۔

(۳) نَصَبَ: ایسی محنت جو تھکا دے یا تھکاوٹ کا باعث ہو۔

(۴) تَكْلِيْف: کسی کی قوت اور برداشت کے مطابق محنت۔

(۵) كَدْح: دکھ سہہ سہہ کر بھی کوئی کام کرتے جانا۔

(۶) كُرْه: جبریہ مشقت۔

(۷) شِقّ: محنت کرنے کی کوفت۔

(۸) شُقَّة: وہ منزل جہاں تک بہ مشقت کوئی پہنچ سکے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔ ضَاھِی: ضَاھَی الرَّجُل۔ بمعنی شَاکَلَہٗ وَشَابَھَہٗ یعنی کسی شخص کا دوسرے سے ہم شکل ہونا یا عادات واطوار میں مشابہ ہونا۔ اور ضَہِیٌّ بمعنی ہم شکل آدمی۔ (م۔ ق۔ مف۔ منجد)
ارشاد باری ہے:

یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (۹/۳۰) پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے۔ (جالندھری)
ریس کرتے ہیں بات ان لوگوں کی جو کافر ہوئے (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) قرین۔ ہم عمر یا ہم نشین ساتھی۔ (۲) اتراب۔ ہم عمر اور ہم مزاج دوست یا سہیلیاں۔ (۳) سَمِیٌّ۔ ہم نام۔ (۴) کفو۔ قدر و منزلت میں ہم پلہ۔ ہمسر۔ برابر کی چوٹ (۵) صَفّ۔ قطار بندی اور حالت میں ہم آہنگی۔ (۶) ضاھی۔ شکل و صورت یا عادات و اطوار میں ہم آہنگی۔

۱۱۔۔۔۔ ہمت ہارنا

کے لیے فَشِلَ اور اِسْتَکَانَ کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ فَشِلَ: بمعنی لڑائی اور شدت کے وقت بزدلی دکھانا (منجد) ہمت ہارنا۔ جی چھوڑنا۔ نامردی دکھانا۔ کمزوری اور بزدلی دکھانا۔ قرآن میں ہے:

حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ (۳/۱۵۲) یہاں تک کہ تم نے ہمت ہاری اور حکم (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے۔ نامردی کی (عثمانیؒ)

۲۔ اِسْتَکَانَ: بمعنی پوری محنت کے بعد تھک کر اور کمزور ہو کر بالآخر ہمت ہار دینا۔ عاجز ہو جانا۔ ہمت کا جواب دے جانا۔ مطیع ہو جانا۔ دب جانا۔ ارشاد باری ہے:

فَمَا وَھَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا۔ (۳/۱۴۶) تو جو مصیبتیں انہیں اللہ کی راہ میں پہنچیں، ان پر انہوں نے نہ بزدلی کی، کمزوری دکھائی اور نہ ہی (کافروں سے) دبے۔

ماحصل: ابتدا ہی میں دل چھوڑ دینے اور ہمت ہار دینے کے لیے فشل اور اپنی قوت صرف کر چکنے کے بعد ہمت ہارنے پر استکان آئے گا۔

۱۲۔۔۔۔ ہموار کرنا

کے لیے سَطَحَ، دَکَّ اور مَرَّدَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ سطح کے بنیادی معنی میں دو باتیں پائی جاتی ہیں (۱) پھیلانا یا بچھانا (۲) پھر اسے ہموار کرنا۔ اور سَطَحَ الْبَیْتَ بمعنی گھر کی چھت کو ہموار کرنا۔ اور مِسْطَح بمعنی ہموار کرنے کا آلہ یا اوزار اور سطح بمعنی مکان کی چھت کا اوپر کا حصہ (منجد) امام راغب کے الفاظ میں اَعْلَی الْبَیْتِ جُعِلَ سَوِیًّا (مف) ارشاد باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ (۲/۶۸) | بوڑھا ہو اور نہ بچھڑا (جالندھری)
گائے ہے نہ بوڑھی نہ بن بیاہی (عثمانیؒ)

۵۔ ثَیِّب (ضد بِکر) جو کنواری یا کنوارہ نہ ہو وُہ ثیّب ہے۔ ثیّب بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوتا اور نر و مادہ دونوں کے لیے آتا ہے۔ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت بھی ثیّب ہیں مطلقہ عورت بھی ثیّب ہے۔ اور رنڈوا مرد یا رنڈی عورت بھی ثیّب ہے۔ گویا جس نر و مادہ نے مجامعت کر لی ہو اب وُہ ثیّب ہے۔ رجل ثیّب بمعنی شادی شدہ مرد۔ شوہر یا زن دیدہ (منجد۔ م۔ ق) یعنی شوہر سے جدا شدہ عورت خواہ یہ جدائی شوہر کی موت سے ہو یا طلاق سے (منجد) ارشاد باری ہے:

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا (۶۶/۵)	اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے۔ مسلمان، صاحب ایمان، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں (جالندھریؒ)

اس آیت میں ثیّب کا معنی صرف بن شوہر تک محدود ہے۔ اور صحیح مسلم کتاب الحدود میں عبادہ بن صامت کی روایت سے صاف واضح ہے کہ ہر وُہ مرد یا عورت جو بِکر نہ ہو وُہ ثیّب ہے۔

۶۔ خدن (ج اخدان) چھپے دوست۔ یار۔ آشنا۔ چوری چھپے بدکاری کرنے والا مرد یا عورت۔ اور قرآن میں یہ لفظ بدکار دوست مرد اور عورت دونوں کے لیے آیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (۵/۹)	عفت کی حفاظت کرنے والے نہ کھلی بدکاری کرنے والے اور نہ چھپی دوستی رکھنے والے۔

دوسرے مقام پر ہے:

مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (۴/۲۴)	عفت کی حفاظت کرنے والیاں نہ کھلی بدکاری کرنے والیاں اور نہ چھپی دوستی رکھنے والیاں۔

۷۔ دَآبَّة: بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دَبَّ کا لغوی معنی حرکۃ علی الارض اخفّ من المشی (م۔ل) یعنی عام چلنے کی رفتار سے ہلکی رفتار سے زمین پر چلنا اور بمعنی رینگنا۔ سانپ کی طرح چلنا۔ یا بچہ جو ہاتھ پاؤں پر چلنا سیکھتا ہے سب دبّ میں شامل ہے (م۔ق) اس لحاظ سے جو جاندار بھی سطح زمین پر چلتا ہے سب کو دابّۃ کا لفظ محیط ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (۱۱/۶)	اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ